حدیث وسنت

حافظ زبیر علی زئی
مدیر 'الحدیث' حضرو

روایتِ حدیث میں امام عبدالرزاق صنعانی کا معتبر ہونا؟

مارچ ۲۰۰۷ء کے ماہنامہ 'اشراق' میں نبی ﷺ کے نور ہونے کے مسئلہ پر ایک مضمون میں مشہور حدیثِ جابرؓ کو زیر بحث لاتے ہوئے مصنف عبدالرزاق کو ہی سرے سے ناقابل اعتبار قرار دینے کی جسارت کی گئی ہے۔ جبکہ اس مُصنَّف کے مرتب امام عبدالرزاق صنعانی نہ صرف ایک مشہور محدث ہیں بلکہ صحیح بخاری ومسلم کے رجال میں سے بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر مستند کتبِ حدیث کے علاوہ صحیحین میں بھی امام عبدالرزاق سے روایت کردہ سینکڑوں احادیث موجود ہیں۔ مزید برآں ۲۱ ہزار سے زائد احادیث وآثار پر مشتمل ہونے کی وجہ سے امام عبدالرزاق کا ترتیب شدہ مجموعہ حدیث کتبِ حدیث میں بھی ایک نمایاں اہمیت رکھتا ہے۔

ماضی کی طرح ملتِ اسلامیہ سے الگ تھلگ موقف اپنانے کی روش پر قائم رہتے ہوئے 'اشراق' نے جس طرح محض حدیثِ جابر کی بنا پر مصنف عبدالرزاق کو ہی مشکوک بنا دینے کے موقف کی اشاعت کی ہے، اس سے کہیں بہتر ہوتا کہ وہ اس حدیث کے بارے میں وہ موقف پیش کرتے جس میں حدیثِ جابر کی مصنف عبدالرزاق کی طرف نسبت کو ہی غیر معتبر قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ گذشتہ برس مصنف عبدالرزاق کے جزء مفقود کے حوالے سے شروع ہونے والی بحث میں اکثر اہل علم کا موقف یہی رہا ہے جس کی تفصیلات محدث کے شمارۂ اپریل ۲۰۰۶ء میں شائع ہونے والے ایک تفصیلی مضمون میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ ایک طرف 'اشراق' کا پوری مصنف عبدالرزاق کو مشکوک ٹھہرانے کو شائع کرنا اور دوسری طرف خود 'اشراق' میں ہی جابجا اس مصنف سے احادیث کا تذکرہ باہم متضاد اور دورخی پالیسی کا مظہر ہے۔ بہرحال اس مختصر پس منظر اور تبصرہ کے بعد مصنف عبدالرزاق کے بارے میں شک وشبہ پیدا کرنے کی اشراقی کوشش کا ناقدانہ جائزہ نذرِ قارئین ہے جس میں امام موصوف کے روایتِ حدیث میں معتبر ہونے پر کافی وشافی بحث کی گئی ہے۔ ح م

امام عبدالرزاق بن ہمام بن نافع حمیری یمانی ابوبکر صنعانی ۱۲۶ ہجری، زمانۂ خیرالقرون میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی، فضیل بن عیاض، مالک بن انس، معمر بن راشد اور جعفر بن سلیمان

بہت مشہور ہیں ۔ آپ کے شاگردوں میں احمد بن صالح مصری ، احمد بن حنبل ، اسحق بن راہویہ ، زہیر بن حرب ، علی بن مدینی ، محمد بن یحییٰ ذہلی اور یحییٰ بن معین جیسے جلیل القدر ائمہ تھے ۔

امام عبدالرزاق کی توثیق

جمہور محدثین نے امام عبدالرزاق کو ثقہ وصدوق اور صحیح الحدیث وحسن الحدیث قرار دیا ہے ۔ آپ کی بیان کردہ احادیث صحیح بخاری ، صحیح مسلم ، صحیح ابن خزیمہ ، صحیح ابن الجارود ، صحیح ابن حبان ، صحیح ابی عوانہ اور مستدرک حاکم وغیرہ میں کثرت سے موجود ہیں ۔

درج ذیل محدثینِ کرام سے امام عبدالرزاق کی توثیق ثابت ہے :

1. یحییٰ بن معین — قال: ثقة لا بأس به [1]
2. عجلی — قال: ثقة يكنى أبابكر وكان يتشيع [2]
3. امام بخاری نے عبدالرزاق سے صحیح بخاری میں ۱۰۰ سے زیادہ روایتیں لی ہیں ۔

نوٹ: امام بخاری کا ان کے بارے میں یہ فرمانا: "ماحدّث من كتابه فهو أصح" [3] "اُنھوں نے جو حدیثیں اپنی کتاب سے بیان کی ہیں ، وہ زیادہ صحیح ہیں ۔" یہ کوئی جرح نہیں ہے ۔

ایسے ہی امام ترمذی کی طرف منسوب کتاب العلل الکبیر میں لکھا ہوا ہے کہ (امام بخاری نے فرمایا:) "وعبد الرزاق يهم في بعض ما يحدّث به" [4]

"اور عبدالرزاق کو بعض حدیثوں میں وہم ہوجاتا ہے ۔"

تو یہ جرح دو وجہ سے مردود ہے :

① جمہور محدثین کی توثیق کے بعد بعض روایتوں میں وہم ثابت ہو جانے سے راوی ضعیف نہیں ہوجاتا بلکہ وہ ثقہ وصدوق ہی رہتا ہے اور صرف وہم ثابت ہوجانے والی روایت کو ردّ کردیا جاتا ہے ۔

② العلل الکبیر کا بنیادی راوی ابو حامد التاجر ہے [5] جو مجہول الحال ہے ۔ العلل الکبیر

---

① الکامل لابن عدی ۵/۱۹۴۸ ، وسندہ صحیح ، دوسرا نسخہ ۶/۵۳۹ قال: ثقة ، وسوالات ابن الجنید: ۳۴۷

② تاریخ عجلی: ۱۰۰۰ ③ التاریخ الکبیر: ۶/۱۳۰ ④ ج۱ ص۵۳۵ ، ۵۳۶

⑤ العلل الکبیر: ج۱ ص۷۵

کے محقق کو بھی اس کے حالات نہیں ملے۔[6] اس بنا پر امام بخاری کے اس فرمان کا مستند ہونا ہی قابل بحث امر ہے۔

④ مسلم: امام مسلم نے اپنی 'صحیح' میں امام عبدالرزاق سے بکثرت روایتیں لی ہیں۔

⑤ یعقوب بن شیبہ قال: ثقة ثبت[7]

⑥ ہشام بن یوسف قال: کان عبدالرزاق أعلمنا وأحفظنا[8]

⑦ احمد بن حنبل: آپ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے عبدالرزاق سے زیادہ بہتر حدیث بیان کرنے والا کوئی دیکھا ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا: نہیں۔[9]

امام احمد نے ابن جریج سے روایت میں عبدالرزاق کو سب سے ثبت (ثقہ) قرار دیا۔[10]

⑧ ابوزرعہ دمشقی قال: عبد الرزاق أحد من قد ثبت حدیثه[11]

⑨ ابن حبان ذكره في الثقات[12] وقال:" وكان ممّن جمع وصنف وحفظ وذاكر وكان ممن يخطئ إذا حدّث من حفظه علیٰ تشيع فيه"

''امام ابن حبان نے ان کو'الثقات' میں ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے: امام عبدالرزاق ان محدثین میں سے ہیں جنہوں نے احادیث کی جمع وتصنیف کا کام کیا۔ احادیث کے حفظ ومذاکرہ کا اہتمام کی۔ وہ بعض دفعہ اپنے حافظہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے غلطی کر جاتے تھے نیز ان میں تشیع بھی پایا جاتا ہے۔''

جمہور کی توثیق کے بعد یُخطيء وغیرہ جرحیں مردود ہوجاتی ہیں۔ خود حافظ ابن حبان نے اپنی مشہور کتاب التقاسیم والأنواع (صحیح ابن حبان) میں عبدالرزاق سے بکثرت روایتیں لی ہیں۔ جہاں تک تشیع کا الزام ہے تو اس کی حقیقت آگے آرہی ہے۔ ان شاء اللہ

⑩ ابن عدی: ابن عدی نے طویل کلام کے آخر میں کہا:

"وأما في باب الصدق فأرجو أنه لا بأس به إلا أنه قد سبق منه أحاديث في فضائل أهل البيت ومثالب آخرين مناكير"[13]

---

⑥ دیکھئے: مقدمة العلل الکبیر: ج۱/ص ۵۸
⑦ تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/۱۱۷ وسندہ صحیح
⑧ تاریخ دمشق ۳۸/۱۱۷ وسندہ صحیح
⑨ تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/۱۲۶ وسندہ صحیح
⑩ تاریخ ابوزرعہ دمشقی: ۱۱۵۹ وسندہ صحیح
⑪ تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/۱۲۶ وسندہ صحیح
⑫ کتاب الثقات ۸/۴۱۲
⑬ الکامل: ۵/۱۹۵۲، دوسرا نسخہ: ۶/۵۴۵

''اور جہاں تک انکی صداقت وسچائی کا معاملہ ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ ان سے اہل بیت کے فضائل اور بعض دوسرے لوگوں کے مناقب کے متعلق منکر احادیث بھی ذکر ہوگئی ہیں۔''

یاد رہے کہ جمہور محدثین کی توثیق کے بعد احادیثِ فضائل ومثالب کو مناکیر قرار دینا صحیح نہیں ہے، دوسرے یہ کہ اگر مناکیر کو جرح پر ہی معمول کیا جائے تو ان کا تعلق بعد از اختلاط اور مدلّس روایتوں ہی سے ہے۔

⑪ ابن شاہین ذکرہ في کتاب الثقات [۱۴]

⑫ ابن خزیمہ نے امام عبدالرزاق سے اپنی کتاب صحیح ابن خزیمہ میں بہت سی روایتیں لی ہیں۔

⑬ ابن الجارود نے اپنی کتاب المُنتقٰی (صحیح ابن الجارود) میں اِن سے روایتیں لی ہیں۔

⑭ امام ترمذی نے امام عبدالرزاق سے ایک روایت لے کر فرمایا:

"هٰذا حديث حسن صحيح" [۱۵]

اس سے ثابت ہوا کہ وہ امام ترمذی کے نزدیک ثقہ وصدوق تھے۔

⑮ دارقطنی نے امام عبدالرزاق کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں کہا: "إسناد صحيح" [۱۶] ...... دوسری جگہ راویوں (جن میں عبدالرزاق بھی ہیں) کے بارے میں فرمایا: کلهم ثقات [۱۷] ثابت ہوا کہ وہ امام دارقطنی کے نزدیک ثقہ ہیں۔

⑯ امام حاکم نے اپنی کتاب المستدرك میں عبدالرزاق کی بیان کردہ بہت سی احادیث کو صحیح کہا۔ [۱۸] مزید کہتے ہیں کہ عبدالرزاق اہل یمن کے امام ہیں اور جس راوی کی وہ تعدیل کریں، حجت ہے۔ [۱۹]

⑰ ضیاء مقدسی نے اپنی کتاب المختارۃ میں عبدالرزاق سے بہت سی حدیثیں لی ہیں۔ [۲۰]

⑱ ابن عساکر قال: أحدالثقات المشهورين [۲۱]

---

⑭ کتاب الثقات: ۱۰۹۲ ⑮ سنن ترمذی: ۳۱ ⑯ سنن دارقطنی: ۱/۵۳، ح ۱۳۷

⑰ سنن دارقطنی: ۱/۳۱۱، ح ۱۱۷۴ ⑱ مثلاً دیکھئے: المستدرك: ج ۱ ص ۳۶، ح ۱۰۴

⑲ المستدرك: ۱/۱۶۹، ح ۳۹۹

⑳ مثلاً دیکھئے: ج ۳ ص ۲۱۸، ح ۱۰۲۱ و ج ۲ ص ۲۹۶، ح ۶۷۷ وغیرہ ㉑ تاریخ دمشق: ۱۱۰/۳۸

⑲ ذہبی قال: الثقة الشيعي[22]

⑳ ابن حجرعسقلانی قال: ثقة حافظ مصنف شهير، عمي في آخر عمره فتغير وكان يتشيع[23]

آخری عمر کے اختلاط اور تشیع کی بحث بھی آگے آرہی ہے۔ان شاء اللہ

㉑ بزار قال: وعبدالرزاق عندي ثقة[24]

㉒ ابن جوزی قال: ثقة[25]

㉓ ابن ملقن قال: وعبدالرزاق ثقة حجة[26] معلوم یہی ہوتا ہے کہ یہ امام بیہقی کا کلام ہے جسے ابن ملقن نے الخلافیات سے نقل کیا اور کوئی تردید نہیں کی۔

㉔ بیہقی قال: وعبدالرزاق ثقة حجة[27]

㉕ ابن حزم نے عبدالرزاق وغیرہ کے بارے میں کہا: ورواته كلهم ثقات مشاهير[28]

㉖ ابو عوانہ اسفرائنی نے اپنی کتاب المستخرج علی صحیح مسلم[29] میں عبدالرزاق سے بہت سی روایتیں لی ہیں۔

㉗ ابو نعیم اصبہانی نے المستخرج علیٰ مسلم میں عبدالرزاق سے بہت سی روایتیں لی ہیں۔

㉘ احمد بن ابوبکر بوصیری قال: ثقة[30]

㉙ ابوزرعہ رازی قال: وحسن الحديث[31]

عبدالرزاق پر امام ابوزرعہ کی جرح، عبدالرزاق کی حالتِ اختلاط (کے دور) پر محمول ہے۔

㉚ محی السنہ حسین بن مسعود بغوی نے عبدالرزاق کی بیان کردہ حدیث کو "هٰذا حديث صحيح"[32] کہا۔

㉒ سیر اعلام النبلاء: ۵۶۴/۹
㉓ تقریب التہذیب: ۴۰۶۴
㉔ مسند البزار بحوالہ البدر المنیر لابن الملقن: ۳۸۴/۷
㉕ التحقیق فی أحادیث الخلاف: ج ۲ ص ۶۲، ح ۱۰۴۹
㉖ البدر المنیر: ۶۶۵/۹
㉗ مختصر الخلافیات للبیہقی: ۳۳۵/۴
㉘ المحلّی ۳۶۷/۷، مسئلہ: ۹۷۵
㉙ مسند ابی عوانہ رحیح ابی عوانہ
㉚ زوائد سنن ابن ماجہ: ۱۲۵۳
㉛ کتاب الضعفاء لأبي زرعة الرازي ص ۴۵۰
㉜ شرح السنۃ: ۸۱/۱، ح ۴۱

امام عبدالرزاق پر جرح

ان موثقین کے مقابلے میں عبدالرزاق پر درج ذیل جرح ملتی ہے:

❶ اختلاط ❷ تدلیس ❸ تشیع ❹ روایت پر جرح

❶ اختلاط کا الزام تو ثابت ہے ۔امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ ہم عبدالرزاق کے پاس ۲۰۰ھ سے پہلے گئے تھے اور ان کی نظر صحیح تھی، جس نے اُن کے نابینا ہونے کے بعد سنا ہے تو اس کا سماع ضعیف ہے۔[۳۳]

امام نسائی نے کہا: "فيه نظر لمن كتب عنه بآخرةٍ"[۳۴]

''جس نے اُن سے آخری دور میں لکھا ہے اُس میں 'نظر' ہے۔''

اختلاط کے بارے میں یہ اُصول ہے کہ جس ثقہ وصدوق راوی کی روایتیں اختلاط سے پہلے کی ہوں تو وہ صحیح ہوتی ہیں۔

درج ذیل راویوں نے عبدالرزاق کے اختلاط سے پہلے سنا ہے:

احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین اور وکیع بن جراح وغیرہ۔[۳۵] اسی طرح اسحٰق بن منصور، محمود بن غیلان، اسحٰق بن ابراہیم سعدی، عبداللہ بن محمد مسندی، محمد بن یحییٰ بن ابو عمر عدنی، یحییٰ بن جعفر بیکندی، یحییٰ بن موسیٰ بلخی، احمد بن یوسف سلمی، حجاج بن یوسف الشاعر، حسن بن علی خلال، سلمہ بن شبیب، عبدالرحمٰن بن بشر بن حکم، عبد بن حمید، عمرو بن محمد ناقد ،محمد بن رافع اور محمد بن مہران حمال وغیرہم کا عبدالرزاق سے سماع اختلاط سے پہلے ہے۔ لہٰذا عبدالرزاق کی مطلق روایات پر اختلاط کی جرح کوئی جرح ہی نہیں ہے۔ والحمدللہ

❷ تدلیس کا الزام ثابت ہے۔[۳۶]

تدلیس کے بارے میں اُصول یہ ہے کہ غیر صحیحین میں مدلس کی عَن والی روایت (معتبر متابعت یا معتبر شاھد کے بغیر) ضعیف ہوتی ہے۔ دیکھئے، کتبِ اُصولِ حدیث اور ماہنامہ

---

[۳۳] تاریخ ابوزرعہ دمشقی: ۱۱۶۰، وسندہ صحیح
[۳۴] کتاب الضعفاء: ۳۷۹
[۳۵] الکواکب النیرات: ص۲۷۶
[۳۶] دیکھئے: الضعفاء الکبیر للعقیلي ۳/۱۱۰، ۱۱۱ وسندہ صحیح، الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: ص۴۵

الحدیث حضرو (۳۷) لہٰذا ثقہ راوی کی سماعت کی صراحت والی روایت پر تدلیس کی جرح کوئی جرح ہی نہیں ہے۔

۳ تشیع کے سلسلے میں عرض ہے کہ عبدالرزاق کا اثنا عشری جعفری شیعہ یا رافضی ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ ان کا تشیع بعض اہل سنت کا تشیع ہے جو سیدنا علی کو سیدنا عثمان سے افضل سمجھتے تھے اور تمام صحابہ سے محبت کرتے تھے۔

◎ اہل سنت کے امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ''کیا عبدالرزاق تشیع میں اِفراط کرتے تھے؟'' اُنھوں نے فرمایا: میں نے اس سلسلے میں اُن (عبدالرزاق) سے کوئی بات نہیں سُنی ہے۔الخ (۳۸)

◎ امام عبدالرزاق بن ہمام فرماتے ہیں: ''میں شیخین (سیدنا ابوبکر وعمر) کی فضیلت کا قائل ہوں کیونکہ (سیدنا) علی نے اُنھیں اپنے آپ پر فضیلت دی ہے۔الخ'' (۳۹)

◎ امام عبدالرزاق نے فرمایا:

”والله ما انشرح صدري قط أن أفضّل عليًّا علىٰ أبي بكر وعمر، رحم الله أبابكر ورحم الله عمر، ورحم الله عثمان ورحم الله عليًّا ومن لم يحبهم فما هو بمؤمن فإن أوثق عملي حبي إياهم رضوان الله عليهم ورحمته أجمعين .“

''اللہ کی قسم! میرے دل میں کبھی علی کو ابوبکر اور عمر پر فضیلت دینے پر اطمینان نہیں ہوا، اللہ ابوبکر پر رحم کرے، اللہ عمر پر رحم کرے، اللہ عثمان پر رحم کرے، اللہ علی پر رحم کرے اور جو اِن سب سے محبت نہیں کرتا وہ مؤمن نہیں ہے۔ میرا سب سے مضبوط عمل یہ ہے کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان سب پر اللہ کی رحمت ہو۔'' (۴۰)

اس سنہری قول سے معلوم ہوا کہ امام عبدالرزاق شیعہ نہیں تھے بلکہ اُنھوں نے تشیع یسیر

---

(۳۷) شمارہ ۳۳، ص ۵۴، ۵۵ (۳۸) الضعفاء للعقيلي: ۳/ ۱۱۰، وسندہ صحیح

(۳۹) الکامل لابن عدی ۵/ ۱۹۴۹، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۶/ ۵۴۰

(۴۰) تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/ ۱۳۰، وسندہ صحیح، کتاب العلل ومعرفۃ الرجال لعبداللہ بن احمد بن حنبل ۱/ ۲۵۶ ح ۱۴۶۵، وسندہ صحیح

سے بھی رجوع کرلیا تھا، کیونکہ اس قول میں وہ چاروں خلفاے راشدین کی ترتیب اور اُن سے محبت کے قائل ہیں۔ جو شخص اس سنہری قول کے باوجود عبدالرزاق کو شیعہ شیعہ کہنے کی رٹ لگاتا ہے، اس کا طرزِ فکر اور دعویٰ قابل اصلاح ہے۔

نوٹ ①: تشیع یسیر سے بھی عبدالرزاق کا رجوع ثابت ہے۔ ابومسلم بغدادی الحافظ (ابراہم بن عبداللہ الکجی بصری) نے امام احمد سے نقل کیا کہ ''عبدالرزاق نے تشیع سے رجوع کرلیا تھا۔'' [41]

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا معاویہ سے ایک حدیث بیان کی اور فرمایا: "وبه نأخذ" [42] ''اور ہم اسی کو لیتے ہیں۔''

اُنھوں نے ایک حدیث سیدنا ابوہریرہ سے روایت کی اور کہا: "وبه نأخذ" اور ہم اسی کو لیتے ہیں، یعنی اسی کے قائل ہیں۔ [43]

سیدنا معاویہ اور سیدنا ابوہریرہ کی بیان کردہ احادیث پر عمل کرنے والا شیعہ ساری دنیا میں کہیں نہیں ملے گا، چاہے چراغ کے بدلے آفتاب لے کر ہی اسے تلاش کیا جائے۔

نوٹ ②: جن روایات میں عبدالرزاق کا شدید تشیع مروی ہے، اُن میں سے کوئی بھی ثابت نہیں ہے، مثلاً:

- ایک روایت میں آیا ہے کہ عبدالرزاق سیدنا عثمان بن عفان کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔ [44] لیکن اس کا راوی ابوالفرج محمد بن جعفر صاحب المصلی ضعیف ہے۔ [45] اور ابوزکریا غلام احمد بن ابی خثیمہ مجہول الحال ہے۔
- ایک اور روایت سیدنا عمر کے بارے میں "انظروا إلى الأنوك" آیا ہے۔ [46]

---

(41) دیکھئے: تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/۲۹ وسندہ حسن

(42) مصنف عبدالرزاق: ج۳/ص۲۴۹، ح ۵۵۳۴، دوسرا نسخہ: ۵۵۵۱

(43) مصنف عبدالرزاق: ج۳/ص۴۷۹، ح ۶۳۹۳ [۶۴۲۰]

(44) دیکھئے: تاریخ بغداد از خطیب: ج۱۴/ص۴۲۷، ت ۷۷۸۸ و تاریخ دمشق لابن عساکر: ج۳۸/ص۱۲۹

(45) دیکھئے: تاریخ بغداد: ج۲/ص۱۵۵،۱۵۶

(46) الضعفاء للعقيلي: ۳/۱۱۰

اس میں علی بن عبداللہ بن مبارک صنعانی نامعلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ اس حکایت کی سند میں ارسال یعنی انقطاع ہے۔[47] اور منقطع روایت مردود ہوتی ہے۔

◉ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ عبدالرزاق نے سیدنا معاویہ کے بارے میں کہا: ''ہماری مجلس کو ابوسفیان کے بیٹے کے ذکر سے خراب نہ کرو۔''[48] لیکن اس کی سند میں احمد بن زکیر حضرمی اور محمد بن اسحٰق بن یزید بصری دونوں نامعلوم ہیں۔

◉ ایک روایت میں آیا ہے کہ امام سفیان بن عیینہ نے عبدالرزاق کو ﴿ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ﴾ میں سے قرار دیا۔[49] اس میں احمد بن محمود الہروی نامعلوم ہے۔ مختصر یہ کہ یہ سب روایات مردود اور بشرطِ صحت منسوخ ہیں۔

④ امام عبدالرزاق کی روایت پر جرح دو طرح سے ہے:

اوّل: ابوحاتم رازی نے عبدالرزاق اور معمر دونوں کو کثیر الخطأ کہا۔[50]

یہ جرح جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ ابوحاتم نے کہا: يكتب حديثه و لا يحتج به[51] اس جرح کا سقوط مخالفتِ جمہور سے ظاہر ہے۔

دوم: ایک روایت میں آیا ہے کہ عباس بن عبدالعظیم نے عبدالرزاق کو 'کذاب' کہا۔[52] لیکن اس روایت کا راوی محمد بن احمد بن حماد الدولابی بذاتِ خود ضعیف ہے۔[53] لہٰذا یہ روایت مردود ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ زید بن مبارک نے کہا: ''عبدالرزاق كذاب يسرق''[54]

اس روایت میں ابن عساکر کا استاد ابوعبداللہ بلخی غیر متعین ہے۔ اگر یہ روایت ثابت بھی ہوجائے تو دو وجہ سے مردود ہے:

---

(47) دیکھئے: میزان الاعتدال: ۲/۶۱۱
(48) الضعفاء للعقيلي: ۳/۱۰۹
(49) الضعفاء للعقيلي: ۳/۱۰۹
(50) علل الحدیث: ۲/۱۴۴، ح ۱۹۳۱
(51) الجرح والتعدیل: ۶/۳۹
(52) الضعفاء للعقيلي: ۳/۱۰۹، الکامل لابن عدی: ۵/۱۹۴۸ [۶/۵۳۸]
(53) دیکھئے: میزان الاعتدال: ۳/۴۵۹
(54) تاریخ دمشق: ۳۸/۱۳۰

① اس روایت میں عبدالرزاق سے مراد عبدالرزاق بن ہمام صنعانی نہیں بلکہ کوئی دوسرا عبدالرزاق ہے، مثلاً عبدالرزاق بن عمر ثقفی دمشقی وغیرہ۔

② یہ جرح امام یحییٰ بن معین اور امام احمد وغیرہما کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے۔

خلاصۃ التحقیق

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی یمنی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق یعنی صحیح الحدیث وحسن الحدیث راوی ہیں بشرطیکہ وہ سماع کی تصریح کریں اور روایت اختلاط سے پہلے کی ہو۔

....

حال ہی میں 'اشراق' کے شمارۂ مارچ ۲۰۰۷ء میں امام عبدالرزاق پر حبیب الرحمٰن کاندھلوی کی جرح یوں شائع ہوئی ہے کہ

''اس کے علاوہ خود عبدالرزاق کی ذات مشکوک ہے۔❶ محدثین کا بیش تر طبقہ اُنھیں رافضی قرار دیتا ہے۔❷ بلکہ بعض تو اُنھیں کذاب بھی کہتے ہیں۔❸ اور جو لوگ انکی روایات قبول کرتے ہیں، وہ بھی چند شرائط کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔❹

① چونکہ یہ شیعہ ہیں، لہٰذا فضائل ومناقب اور صحابہ کی مذمت میں جو روایات ہیں، وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔❺

② ۲۱۰ھ میں ان کا دماغ جواب دے گیا تھا اور جو شخص بھی چاہتا، وہ ان سے حدیث کے نام سے جو چاہتا کہلوا لیتا۔ لہٰذا ۲۱۰ھ کے بعد سے ان کی تمام روایات ناقابل قبول ہیں۔❻

③ ان سے ان کا بھانجا جو روایات نقل کرتا ہے، وہ سب منکر ہوتی ہیں۔❼

④ یہ معمر سے روایات غلط بیان کرنے میں مشہور ہے اور اسکی عام روایات معمر سے ہوتی ہیں۔❽

⑤ ان عیوب سے پاک ہونے کے بعد اس روایت کے راوی تمام ثقہ ہوں اور سند متصل ہو تو پھر وہ روایت قابل قبول ہوگی، ورنہ نہیں۔ یہ تمام شرائط ان حضرات کے نزدیک ہیں جو اس کی روایت قبول کرتے ہیں۔ ورنہ محدثین کا ایک گروہ تو اس کے رافضی ہونے کے باعث اس کی روایت ہی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔❾ بلکہ زید بن المبارک تو یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ واقدی سے زیادہ جھوٹا ہے۔❿ تفصیل کے لئے کتبِ رجال ملاحظہ کیجئے۔''⓫ (۵۵)

---

(۵۵) ماہنامہ 'اشراق': جلد۱۹/شمارہ۳، ص۲۸، 'مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت' از کاندھلوی: ج۱/ص۶۹

جواب: اس عبارت پر ہمارے لگائے ہوئے نمبروں کے تحت جواب درج ذیل ہے:

❶ ہمارے اس مضمون میں ثابت کردیا گیا ہے کہ جمہور محدثینِ کرام کے نزدیک عبدالرزاق بن ہمام ثقہ وصدوق ہیں اور ان پر تدلیس واختلاط کے علاوہ جرح مردود ہے۔ لہٰذا عبدالرزاق کی ذات مشکوک نہیں بلکہ حبیب الرحمٰن کاندھلوی بذاتِ خود مشکوک ہیں، مثلاً:

① فاتحہ خلف الامام کے خلاف کتاب میں کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں:

''۱۲۔ امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے نقل کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من أدرك الركوع مع الإمام فقد أدرك الركعة جس نے امام کے ساتھ رکوع پایا، اس نے رکعت پالی۔[۵۶]

رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب، ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت نہ تو امام بیہقی کی السنن الکبریٰ کے محولہ صفحے یا کسی دوسرے صفحے پر موجود ہے اور نہ حدیث کی کسی دوسری کتاب میں یہ روایت موجود ہے لہٰذا کاندھلوی صاحب نے اس عبارت میں رسول اللہ ﷺ، ابوہریرہ اور امام بیہقی تینوں پر جھوٹ بولا ہے۔

② حافظ ذہبی نے 'میزان الاعتدال' میں امام محمد بن عبداللہ بن نمیر سے نقل کیا ہے کہ اُنھوں نے محمد بن اسحٰق بن یسار کے بارے میں کہا:

''رُمي بالقدر وكان أَبْعَدَ الناس منه''[۵۷]

اس کا ترجمہ کرتے ہوئے کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں:

''محمد بن عبداللہ بن نمیر کا بیان ہے کہ اس پر قدری ہونے کا الزام ہے۔ اسی لئے لوگ اس سے دور بھاگتے تھے۔''[۵۸]

یہ ترجمہ غلط ہے جبکہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ''اس پر قدری ہونے کا الزام ہے اور وہ اس (الزام) سے لوگوں میں سب سے زیادہ دور تھے۔''

محمد بن عبداللہ بن نمیر نے ابن اسحٰق کے بارے میں تو یہ فرمایا: ''اگر وہ مشہور لوگوں سے

---

[۵۶] سنن الکبریٰ ج۲رص۹۰، فاتحہ خلف الامام ص۱۰،۱۱ [۵۷] ج۳رص۴۶۹
[۵۸] مذہبی داستانیں: حصہ اوّل، ص۹۳

روایت کریں جن سے انھوں نے سنا ہے تو حسن الحدیث صدوق ہیں۔الخ (۵۹)

رہا مجہولین سے احادیثِ باطلہ بیان کرنا تو ان میں جرح مجہولین پر ہے۔ (۶۰)

معلوم ہوا کہ درج بالا عبارت میں کاندھلوی نے امام ابن نمیر پر جھوٹ بولا ہے اور عربیت میں اپنی جہالت کا ثبوت بھی پیش کردیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کاندھلوی صاحب کی اپنی ذات مشکوک ہے اور پرانے ضعیف ومتروک راویوں کی طرح وہ بذاتِ خود ضعیف ومتروک شخصیت ہیں۔

❷ ہمارے علم کے مطابق کسی ایک محدث نے بھی عبدالرزاق کو رافضی نہیں کہا، رہا مسئلہ معمولی تشیع کا تو یہ جمہور کے ہاں موثق راوی کے بارے میں چنداں مضر نہیں ہے۔ خود کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں: ''گو شیعہ ہونا بے اعتباری کی دلیل نہیں'' (۶۱)

دوسرے یہ کہ تشیع سے عبدالرزاق کا رجوع بھی ثابت ہے، جیسا کہ اسی مضمون میں باحوالہ پیچھے گزر چکا ہے۔

❸ عبدالرزاق پر کذاب والی جرح کسی محدث سے ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت بھی ہوجائے تو امام احمد، امام ابن معین اور امام بخاری وغیرہم کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے۔

❹ یہ شرائط کاندھلوی صاحب کی خود ساختہ ہیں۔

❺ جو راوی ثقہ وصدوق ہو تو اس پر شیعہ وغیرہ کی جرح کرکے اس کی روایات کو ناقابلِ قبول سمجھنا غلط ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ معلّمی یمانی نے ثابت کیا ہے کہ ''سچا راوی جس پر بدعتی ہونے کا الزام ہے، کی روایت قابلِ قبول ہوتی ہے، چاہے وہ اس کی بدعت کی تقویت میں ہو یا نہ ہو بشرطیکہ بدعتِ مکفرہ نہ ہو۔ (۶۲)

مشہور دیوبندی عالم ومصنف سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں:

''اور اُصولِ حدیث کی رُو سے ثقہ راوی کا خارجی یا جہمی معتزلی یا مرجی وغیرہ ہونا اس کی ثقاہت پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتا۔'' (۶۳)

---

(۵۹) الکامل لابن عدی: ج۶ ص۲۱۲۰ وتاریخ بغداد از خطیب بغدادی: ج۱ ص۲۲۷ وسندہ صحیح

(۶۰) دیکھئے عیون الاثر لابن سید الناس ج۱ ص۱۴

(۶۱) مذہبی داستانیں: ج۱ ص۲۶۳

(۶۲) دیکھئے التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل ج۱ ص۴۲ تا ۵۲

(۶۳) احسن الکلام: ج۱ ص۳۰ طبع دوم

❻ یہ مسلّم ہے کہ اختلاط سے پہلے عبدالرزاق کی ساری (صحیح) روایات صحیح ہیں، جیسا کہ اس مضمون میں اختلاط کی بحث کے تحت گزر چکا ہے۔ رہی اختلاط کے بعد والی روایتیں تو بے شک ناقابل قبول ہیں۔

❼ عبدالرزاق کا بھانجا احمد بن داود مشہور کذاب تھا۔ لہٰذا اس کا عبدالرزاق سے منکر روایتیں بیان کرنا خود اس کی اپنے کذب کی وجہ سے تھا، عبدالرزاق کی وجہ سے نہیں، لہٰذا اس جرح سے عبدالرزاق بری ہیں۔

❽ بعض محدثین نے عبدالرزاق کی معمر سے روایتوں پر جرح کی ہے، مثلاً دارقطنی نے فرمایا: ''ثقة يخطئ على معمر في أحاديث لم تكن في الكتاب''[۶۴]

ان بعض کے مقابلے میں جمہور محدثین نے عبدالرزاق کو معمر سے روایت میں قوی اور صحیح الحدیث قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: جب معمر کے شاگردوں میں معمر کی حدیث کے بارے میں اختلاف ہو تو عبدالرزاق کی حدیث (ہی راجح) حدیث ہوگی۔[۶۵]

ابن معین نے کہا کہ معمر کی حدیث میں عبدالرزاق ہشام بن یوسف سے زیادہ ثقہ تھے۔[۶۶]

بخاری و مسلم نے صحیحین میں عبدالرزاق کی معمر سے روایات بکثرت لکھی ہیں اور دوسرے محدثین، مثلاً ترمذی وغیرہ نے عبدالرزاق کی معمر سے روایات کو صحیح قرار دیا ہے۔

❾ رافضیت کا الزام ثابت نہیں ہے۔

❿ زید بن مبارک کی طرف منسوب یہ قول ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت ہو بھی جائے تو جمہور محدثین کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے۔

⓫ ہم نے بحمداللہ کتبِ رجال کو ملاحظہ کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ امام عبدالرزاق جمہور محدثینِ کرام و کبار علماے اہل سنت کے نزدیک ثقہ وصدوق اور صحیح الحدیث وحسن الحدیث تھے۔ آپ ۲۱۱ھ میں فوت ہوئے۔ رحمه الله رحمة واسعة

---

[۶۴] سوالات ابن بکیر: ۲۰ رص ۳۵
[۶۵] الثقات لابن شاہین: ۱۰۹۲ وسندہ صحیح
[۶۶] تاریخ ابن معین رواية الدوري: ۵۳۸